ریفرنڈم: برطانوی وزیراعظم نے انتخابی وعدہ وفا کر دیا

تحریر: سہیل احمد لون

لفظِ ریفرنڈم سے پہلی بار آشنائی بمعہ تجربہ 19 دسمبر 1984ء میں ہوئی جب ضیاء الحق نے پاکستانی عوام سے دہشتگردی کی نرسیریاں لگانے کیلئے' پاکستانی عوام سے رائے طلب کی۔ سکول کا زمانہ تھا اور اس میں ووٹ دینے کیلئے شیر خور بچوں تک کو اجازت دی گئی تھی میری جماعت کے اُن بچوں نے بھی ضیاء الحق کے ریفرنڈم کا ساتھ دیا جن پر ابھی بہت سی شرعی حدود بھی لاگو نہیں ہوتی تھیں۔ دوسرا ریفرنڈم پرویز مشرف کا دیکھنے کو ملا اور یہ دونوں ریفرنڈم کسی ایسے ایشو پر نہیں تھے جو عوامی ہوں بلکہ صرف اور صرف اپنی مطلق العنانیت برقرار رکھنے کیلئے ایک حجت تمام کی گئی تھی۔ حبیب جالب مرحوم نے ضیاء الحق کے ریفرنڈم پر کہا تھا' ریفرنڈم تھا یا جن تھا۔۔۔شہر میں ہو کا عالم تھا''۔ ریفرنڈم میں عام طور پر ایک سادہ سا سوال عوام کے سامنے رکھا جاتا ہے جس پر ووٹ کے ذریعے رائے دی جاتی ہے مگر ''مردمومن'' فوجی ہونے کے باوجود (فوجی عمومی طور پر سیدھا اور سادہ سوال کرتے ہیں) بڑا پیچیدہ سوال عوام کے سامنے رکھ دیا جس کو سمجھنے کی اہلیت شاید کسی عام پڑھے لکھے میں نہ تھی۔ اس سوال کا خلاصہ یہ تھا کہ کیا آپ پاکستان کو اسلامی ریاست کے طور پر دیکھنا پسند کریں گے؟ جو ملک اسلام کے نام پر بنایا گیا ہو اور جہاں آبادی 96 فیصد سے بھی زائد مسلمانوں کی ہو وہاں بھلا اس کا جواب نفی میں تو نہیں آئے گا مگر یہاں کا مطلب اسلامی ریاست سے مراد ''مردِ حق'' کی تاحیات اقتدار پر مہر تھی۔ اس وقت کی بڑی سیاسی جماعتوں کے الائنس ایم آر ڈی نے اس کا بائیکاٹ بھی کیا ان کا یہ دعوی تھا کہ زیادہ تر لوگوں نے ووٹ دینے کی زحمت نہیں کی۔ ریفرنڈم کے بعد ''مردمومن'' آخری سانس تک اُس ریفرنڈم کی بدولت پہلے صدر پاکستان بنے اور پھر جونیجو اسمبلی نے انہیں صدر تسلیم بھی کر لیا اور پھر سی۔130 ہی نے عوام کی مشکل کشائی کی۔ عام طور پر کوئی شخص دنیا سے چلا جائے تو اس کے گناہ اس کے ساتھ چلے جاتے ہیں مگر ''مردِ حق'' کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دہشت گردی کا پاکستان میں جب بھی کوئی واقعہ رونما ہوگا تو یہ گناہ جاریہ دہشتگردی کے تخلیق کار کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہے گا۔ جب کسی مسئلے پر عوامی رائے لینے کے لیے ایک سوال پر جواب مانگ کر کوئی فیصلہ کیا جائے تو اس طریق کو ریفرنڈم کہتے ہیں یہ خالصتاً جمہوری طریقہ ہے جس میں عوام اپنے ووٹ سے کسی چیز کو منظور یا نہ منظور کر سکتے ہیں۔ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی بعض اوقات اہم ترین معاملات پر براہ راست عوامی رائے شامل کر کے کوئی فیصلہ کرنا ایک جمہوری عمل کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ گزشتہ اکیس مہینوں میں برطانیہ میں دو مرتبہ ریفرنڈم کروایا گیا۔ 18 ستمبر 2014ء کو سکاٹش ریفرنڈم ہوا جس میں صرف سکاٹ لینڈ سے عوامی رائے لے کر یہ پوچھا گیا کہ وہ Great Britain میں شامل رہنا چاہتے ہیں یا آزاد سکاٹ لینڈ میں رہنے کو ترجیح دیں گے۔ عام طور پر یہ نہیں ہوتا کہ کوئی اپنی آزادی کے خلاف ووٹ دے مگر سکاٹ لینڈ میں بسنے والوں کی اکثریت 55.3% لوگوں نے ملکہ کے نوٹوں والے پاؤنڈ چلانے کو ترجیح دی۔ اس ریفرنڈم میں خاص بات یہ تھی کہ اس کا ٹرن آؤٹ 84.6 فیصد رہا جس میں سولہ برس کی عمر کو بھی ووٹ ڈالنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ ووٹ ڈالنے والوں میں بڑی اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے زندگی میں پہلی بار ووٹ ڈالا یعنی نوجوان طبقے نے بھرپور جوش کے ساتھ ریفرنڈم میں حصہ لیا۔ بی بی

سی سمیت برطانوی میڈیا نے سکاٹ لینڈ کو برطانیہ میں رہنے کی بھرپور مہم بھی چلائی۔ برطانیہ کی تینوں بڑی سیاسی جماعتوں لیبر، کنزرویٹو اور لبرل ڈیموکریٹس نے بھی سکاٹش کو اپنی ساتھ رہنے کے لیے تمام توانائی استعمال کی۔ برطانوی حکومت نے ریفرنڈم سے قبل سکاٹ لینڈ کے تین بڑے بینکوں کو 37 بلین پاؤنڈز بھی دیئے اور ان کو Devolution Maximum کا لولی پاپ بھی دینے کا وعدہ کیا گیا۔ سابقہ وزیراعظم گورڈن براؤن جو سکاٹش ہیں ان کو ٹرمپ کارڈ کے طور پر بڑی مہارت سے استعمال کیا گیا دراصل آخری تین دنوں میں گورڈن براؤن نے اپنی سیاسی بصیرت کا بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ آزاد ہونے کی بجائے ملکہ کے زیر اثر رہنے پر قائل ہو گئے۔ اس وقت کے سکاٹش نیشنل پارٹی کے سربراہ Alex Salmond جو سکاٹش کو آزادی اور پٹرو ڈالر کا خواب دکھا رہے تھے مستعفی ہو گئے۔ سکاٹش نے UK کا ساتھ اس لیے دیا تھا کہ وہ دفاعی اعتبار سے کمزور نہ ہوں، اس وقت ان کو برسلز سے بھی گرین سگنل نہیں ملا تھا۔ لوگوں کو اس بات کا خدشہ تھا کہ اگر وہ برطانیہ کا حصہ نہ رہیں گے تو وہ یورپی یونین سے بھی علیحدہ ہو جائیں گے۔ ان کے پاس گیس اور تیل کے وسائل ہیں مگر وہ دفاعی لحاظ سے اتنے مضبوط نہیں اگر وہ اپنا بجٹ دفاع مضبوط کرنے پر صرف کرنا شروع کر دیں گے تو تعلیم، صحت جیسی بنیادی صورتوں کی فراہمی مشکل ہو جاتی۔ بالآخر انہوں نے آزادی، خودمختاری، ثقافت، نیشنل پرائڈ، سوشل اور پولیٹیکل قدروں کو دفاع، مضبوط کرنسی، دفاع، NATO میں شراکت داری، سٹیٹس کو اور یورپی یونین کی ممبرشپ کو ترجیح دی۔

جیسے پاکستان میں حکومتی کارکردگی پر کوئی سوال اٹھے اس کا جواب عمران خان کا دھرنا ہے اسی طرح برطانوی سیاست میں امیگریشن کے معاملے کو اپنی نااہلی کے خلاف ڈھال بنا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ 2013ء کے عام انتخابات سے قبل انتخابی مہم میں کنزرویٹو پارٹی امیگریشن کے معاملے کو اپنی مہم کا حصہ بنایا۔ ڈیوڈ کیمرون نے کامیاب ہونے کی صورت میں یورپی یونین میں رہنے یا نکلنے پر عوامی فیصلے کے لیے ریفرنڈم کا وعدہ بھی کر دیا جو جوش خطابت میں نہیں کیا گیا تھا اور عوام بھی پاکستانی نہیں تھی جس سے کوئی چھ ماہ میں لوڈشیڈنگ کرنے اور قوم کی لوٹی ہوئی دولت زرداری کے پیٹ سے نکالنے اور اسی سڑکوں پر گھسیٹنے کا وعدہ کر کے بعد سب بھول جائے اور بھولی عوام سب بھول کر شیر سے اپنے بچوں کا مستقبل چیر پھاڑ کرواتی رہے۔ برطانیہ اور غیر مسلمانوں کو جنت میں جانے سے روکنے والے خدائی احکامات رکھنے والے اصحاب سے یہ گزارش ضرور ہے کہ آپ جو مرضی کہیں یہ آپ کا کہنے کا حق ہے لیکن جن لوگوں نے اسی دنیا میں اپنی زمین کو جنت بنایا ہے اور عوام سے کیا ہوا وعدہ پورا کرتے ہیں اُسے بھی اپنی ریاست میں لاگو کروانے کیلئے کوئی اقدامات اٹھائیں۔ ولائتی عوام سے وعدہ وفا کرنے کے لیے ڈیوڈ کیمرون نے ریفرنڈم کا اعلان کیا جو 23 جون کو ہوا۔ سال کے سب سے لمبے دن میں عوام نے بڑا فیصلہ سنا دیا مختصر ترین رات ڈیوڈ کیمرون کے لیے بڑی گراں ثابت ہوئی برطانیہ کی تین بڑی سیاسی جماعتوں کی بھرپور مہم کے باوجود عوام نے یورپی یونین سے نکلنے کا فیصلہ سنا دیا۔ 52 فیصد ووٹ یورپی یونین سے نکلنے کے حق میں آئے ڈیوڈ کیمرون اخلاقیات کی علم بلند رکھنے کی روایت برقرار رکھتے ہوئے مستعفی ہونے کا اعلان کر گئے یہ الگ بات ہے کہ 10 ڈاؤننگ سٹریٹ سے صرف تین کلومیٹر کے فاصلے پر اپنے پرستائش گھر میں ایک غریب ملک کا امیر زیر علاج وزیراعظم حیران ہو کر سوچ رہا ہوگا کہ بھلا انتخابی مہم میں کیے وعدے بھی وفا کیے جاتے ہیں اور اخلاقی قدروں کے پیش نظر بھی کوئی کرسی چھوڑتا ہے۔ سکاٹش ریفرنڈم کی طرح اس میں سولہ برس والے لوگ ووٹ دینے کے اہل نہیں تھے

۔چالیس برس سے زیادہ عمر والوں کی زیادہ تعداد نے یورپی یونین سے نکلنے کے حق میں ووٹ دیئے جن کے لاشعور میں یہ بات ہے کہ انہوں نے دنیا میں حکومت کی ہے وہ کیوں کسی یورپی یونین کے محتاج ہوں اسی وجہ سے انہوں نے اپنی کرنسی بھی یورو میں تبدیل نہیں ہونے دی تھی جبکہ یورپین ممالک کو ڈالر کا توڑ صرف ایک کرنسی میں نظر آیا ۔سکاٹ لینڈ اور ناردرن آئرلینڈ نے یورپین یونین میں رہنے کے لیے ووٹ دیا جبکہ انگلینڈ اور ویلز نے یورپی یونین کو خیر آباد کہنے میں بہتری سمجھی ۔انگلینڈ میں صرف لندن ایسا شہر ہے جس نے یورپی یونین میں رہنے کی حمایت کی جبکہ سکاٹ لینڈ کے تمام شہروں نے یورپی یونین میں رہنا پسند کیا۔سکاٹش ریفرنڈم کے نتائج کے بعد برطانیہ متحد ہوتا نظر آیا جبکہ حالیہ ریفرنڈم کے نتائج نے یورپی یونین سے مائنس نہیں کیا بلکہ برطانیہ کو 2:2 میں تقسیم کر دیا ہے۔ڈیوڈ کیمرون تو چلے جائیں گے اور ممکن ہے عام انتخابات بھی جلد ہو جائیں مگر ریفرنڈم کے نتایج کے بعد سکاٹ لینڈ میں آزادی کی نئی لہر بھی جنم لے گی اس مرتبہ برسلز سے بھی ہری جھنڈی لہرائی جائے گی۔ جہاں تک امیگرینٹس کا برطانیہ کے سسٹم پر اضافی بوجھ بننے کا تعلق ہے تو شاہی محل میں رہنے والوں میں بھی جرمن خون دوڑ رہا ہے۔امیگرینٹس کو الزام دینے کی بجائے اگر اپنے سسٹم کو اتنا فول پروف بنانے پر توجہ دی جاتی تو لوگ برطانیہ کو بینیفٹس فراڈ کے لیے جنت تصور نہ کرتے اور نہ ہی اسے abuse کرتے۔ پانامہ لیکس کے بعد پاکستان میں سیاسی جماعتوں کو ابھی تک ٹی۔او۔آر فائنل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی کیوں نہ میاں صاحب بھی اپنے سیاسی مرشد کی طرح ریفرنڈم کروا کر ہی پاناما لیکس کے بارے میں عوامی رائے لے لیں......!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

26-06-2016